مثالی
ازدواجی زندگی
کے سنہری اصول

خوشگوار اور کامیاب
ازدواجی زندگی
گزارنے کے لئے
رہنما کتاب

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

الحمد لله و كفى و سلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

و من ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها و
جعل بينكم مودة و رحمة ان فى ذلك لايت لقوم يتفكرون ○
سبحان ربك رب العزة عما يصفون ○ و سلام على المرسلين ○
والحمد لله رب العالمين ○

اللهم صل على سيدنا محمد و على ال سيدنا محمد و بارك وسلم

عورت کی زندگی کے تین پہلو

اللہ رب العزت نے فطری طور پر عورت میں فرمانبرداری، محبت اور شفقت کا جذبہ رکھا ہے۔ اور اس کو زندگی میں تین طرح کا انداز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً والد، بھائی اور خاوند کے سامنے فرمانبرداری کا...... والدہ بہن اور دوسری عورتوں کے ساتھ محبت کا...... اور اولاد کے ساتھ شفقت کا...... تو چونکہ اس کی زندگی کے تین رخ ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اس عورت کے اندر یہ تینوں جذبے رکھ دیئے۔ فرمانبردار یہ اتنی ہوتی ہے کہ یہ اپنے والد کی فرمانبرداری کرتی ہے اور جس دن والد کی وفات ہوتی ہے، بھائی کی فرمانبرداری شروع کر دیتی ہے۔ اپنے سے

عمر میں چھوٹا بھی ہو تو بھی اس کی بات مانتی ہے۔ اس کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتی ہے۔ شفقت کا جذبہ ایسا کہ دوسرے کا بچہ بھی رو پڑے تو دل کو کچھ ہوتا ہے۔ عورت کسی بچے کا رونا برداشت کر ہی نہیں سکتی۔

اچھی بیوی کی چار صفات

دین اسلام کی نظر میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کے اندر چار صفات ہوں۔

پہلی صفت

پہلی صفت تو یہ کہ وہ دین کے معاملے میں خاوند کی مددگار ہو۔ مثلاً خاوند بچوں کی نیک تربیت چاہتا ہے۔ بچوں کو دین پڑھانا چاہتا ہے۔ دین کی کوئی بھی نیت بندے کے اندر ہے تو یہ بیوی اس کی وزیر اور مشیر بن کر کام کرے Guide lines (رہنمائی) خاوند کی ہوں گی اور یہ عورت اس کی معاون بن کے کام کرے گی۔

دوسری صفت

دوسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دیکھنے سے دل خوش ہو جائے۔ ذہن میں رکھنا کہ خوبصورت بیوی کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت بیوی کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ اس لئے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کی بیویاں رشک قمر ہوتی ہیں، چاند جیسی خوبصورت ہوتی ہیں مگر ضد بازی ہوتی ہے۔ ہر وقت ان کے ساتھ جھگڑا فساد کرتی ہیں۔ خاوند ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ نبی علیہ السلام کی بات میں گہرائی دیکھئے۔ حسن دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی دوسری صفت یہ کہ جس کو دیکھنے سے دل خوش ہو۔ جو خدمت زیادہ کرے، جو وفادار زیادہ ہو، جو بات مانے، جس میں نیکی

زیادہ ہو۔ اس کے چہرے پر نظر پڑے تو انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔ تو گویا بیوی کے اندر دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ایسی نیکوکار، پرہیزگار اور خدمت گزار ہو کہ خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔

تیسری صفت

تیسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بیوی میں یہ صفت ہونی چاہیے کہ اپنے میاں کی بات مانتی ہو۔ گھر کا نظام چلانے کے لئے رب کریم نے مرد کو امیر بنا دیا۔ آج چھوٹے چھوٹے پراجیکٹ ہوتے ہیں کسی نہ کسی کو انکا انچارج بنا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر کسی کام کا کوئی بھی انچارج نہ ہو تو پھر بھی انچارج بن جاتے ہیں۔ فیکٹریاں بناتے ہیں تو اس میں بھی ایک منیجر ہوتا ہے جو سب کو Coordinate (مربوط) کرتا ہے۔ سب کی Care taking (دیکھ بھال) کرتا ہے اور Manage کرتا ہے بزنس کو۔ اللہ رب العزت نے بھی چھوٹے سے گھرانے میں منیجر بنا دیا، امیر بنا دیا اور یہ ذمہ داری اللہ نے مرد کو عطا کی۔

عورت کو نہ بنانے میں دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ امیر بنتی تو باہر کے کاموں کو کیسے سمیٹ پاتی اور دوسرا یہ کہ طبعاً عورت نرم مزاج ہوتی ہے۔ جلدی متاثر ہو جاتی ہے، جذبات میں جلدی آجاتی ہے، لہٰذا اس کے فیصلے بڑے جلدی ہوتے ہیں۔ اگر طلاق کا حق کبھی عورت کو دے دیا جائے تو مرد تو زندگی میں تین طلاقیں دیتا ہے، یہ ایک دن میں تین سو طلاقیں دے کر دکھا دے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو امیر بنایا۔ اور فرمایا۔

الرجال قوامون على النساء.

کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا قوام بنا دیا

یعنی وہ ان کے گھر کی زندگی کے قوام کا سبب ہیں۔ان کے امیر ہیں۔تو جب پروردگار نے فیصلہ فرما دیا۔اب جھگڑے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔خوامخواہ بیوی یہ سمجھتی پھرے کہ میری بات مانی جائے، میرا ہاتھ اوپر رہے۔یہ خوامخواہ زندگی کو ضائع کرنے والی بات ہے۔نیک بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے خاوند کو بڑا بنا کے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا بنایا۔چنانچہ کتنی ایسی نیک بیویاں ہیں جو اپنے خاوند سے تعلیم یافتہ بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ان کو اپنے خاوند سے ذہانت، عقل مندی، بصیرت ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔مگر ان کو دیکھا کہ ہر بات میں وہ پگڑی اپنے خاوند کے سر پر باندھتی ہیں۔ہر بات اپنے خاوند کے ذریعے سے کرواتی ہیں۔لوگوں کی نظر میں اس کو بڑا بناتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہوں گے اس عورت سے جو کام تو خود سمیٹے اور کریڈٹ اپنے میاں کو دے اس لئے کہ اللہ نے اس کو بڑا بنایا۔آج کل کی ایک بڑی مصیبت جو شیطان نے ڈالی وہ یہ کہ شادی ہونے کے بعد میاں بیوی یہ طے ہی نہیں کر پاتے کہ آخری فیصلہ کس کا ہو گا۔شریعت کا حکم ہے کہ اگر کسی جماعت میں کوئی امیر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد امیر کے ساتھ ہوتی ہے۔امیر جو بھی فیصلہ کر دے گا اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہو گی۔تو گھر میں خاوند امیر کی مانند ہے۔

لہٰذا جو فیصلہ خاوند کرے گا برکت اس میں ہو گی۔ممکن ہے بیوی اپنی تعلیم کی وجہ سے، اپنی عقلمندی کی وجہ سے، کوئی اور مشورہ لے کر آئے جو ظاہر میں اچھا نظر آتا ہو۔مگر اس بات کو بیوی نے زبردستی منوا بھی لیا تو اس میں برکت نہیں ہو گی۔جب تک خاوند کا اس میں فیصلہ نہ ہو۔اس لئے بیوی کو چاہیے کہ جو کام بھی کرنا چاہتی ہے۔اپنے خاوند کو پیش کرے اور اس کو اپنے ساتھ ملائے۔اسے Confidence (اعتماد) میں لے۔اس کے دل کو خوش کر کے اس سے وہ فیصلہ

کروائے تاکہ اس فیصلے کے اندر برکت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیرلکم. و عسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم. واللہ یعلم وانتم لا تعلمون.

[ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں خیر ہو اور ممکن ہے تم ایک چیز کو پسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں شر ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے]

لہٰذا گھروں میں جو عورتیں باتیں کرتی ہیں، مشورے کرتی ہیں، اپنی ظاہری نظر کی بنیاد پر کرتی ہیں۔ ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے اس مشورے میں اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالیں گے یا نہیں ڈالیں گے۔ تو نیک بیوی اپنے مشورے میں برکت ڈلوانے کے لئے اپنے میاں کو مناتی ہے اور میاں کو منا لینا اس کے لئے بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر ایک بندہ کسی بات پر نہ بھی کہتا ہے تو جب وہ بیوی سے خوش ہوتا ہے تو دو دفعہ ہاں کرتا ہے۔ تو اس لئے خاوند کی طبیعت کو سمجھنا اور موقع محل کے مطابق بات کرنا اچھی عادت ہے۔ موقع محل کے مطابق کی گئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے۔ چنانچہ نیک بیوی کی تیسری صفت یہ بتائی گئی۔ کہ وہ اپنے خاوند کی بات ماننے والی ہو۔ اس کے اندر مان کے چلنے کا جذبہ ہو اور وہ یہی سمجھے کہ میرے پروردگار کا حکم ہے۔ میں مان کے چلوں گی تو اس میں میرے لئے برکت ہو گی۔

چوتھی صفت

نیک بیوی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو گی۔ جیسے مردوں کا جہاد میدان جنگ میں جا کر ہوتا ہے اسی طرح عورت کا

جہاد اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کے معاملے میں گھر میں رہ کر ہوتا ہے۔

صداقت ہو تو دل سینوں میں کھنچے لگتے ہیں
واعظ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے گر مانی نہیں جاتی

اگر خاوند کسی وقت حقیقت کو ماننے سے انکار بھی کرتا ہے تو نیکو کاری اور اخلاق کی برکت آخر خاوند کے دل کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تو نیک بیوی اپنی نیکوکاری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ گو کہ خاوند گھر کا امیر ہے، گھر کا بڑا ہے مگر نیک بیوی اپنی نیکوکاری، اپنی پرہیزگاری اور اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کر رہی ہوتی ہے۔

خوش نصیب کون؟

آج لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا خوش نصیب ہے۔ سچ بات تو یہی ہے کہ...... خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے...... پھر سنیے خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔ جب لڑکی کی شادی ماں باپ نے مشورے کے ساتھ کر دی تو اب خاوند جیسا بھی ہے اب اس کے اوپر خوش ہو جایئے۔ بعض لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ ساری عمر اسی شکوے میں ہی رہتی ہیں کہ ہمارا خاوند اچھا نہیں چنا گیا۔ حالانکہ ابتدا میں جب منگنی ہوئی تو خود بھی خوش تھی، والدین بھی خوش تھے اور سارے خوش تھے۔ اب یہ تو مقدر کی بات ہے۔ تو خوش وہ ہوتی ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔ بس اس کو خوشی سے قبول کر لیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں کیسے آتی ہیں۔

حسنِ صورت یا حسنِ سیرت

آپ اپنی نیکوکاری کے ذریعے سے اپنے گھر کا ماحول اچھا بنا سکتی ہیں۔ دنیا

تلوار کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ اپنے کردار کی عظمت کی وجہ سے اپنے میاں کا دل جیت لیں۔ اسی لئے کسی نے کہا کہ اگر تم حسن میں دوسروں سے زیادہ نہیں تو کم از کم حسن سیرت میں ہی دوسروں سے زیادہ خوب سیرت بن کے دکھا دو۔ یہ تو بندے کے بس میں ہوتا ہے کہ اچھی عادات اپنائے اور اچھے اخلاق اپنائے۔ حتیٰ کہ حسن خلق میں دوسروں سے بڑھ جائے

سیرت اگر بری ہو تو صورت کو کیا کریں
آنکھوں میں کیا جچے گا جو دل سے اتر گیا

تو اگر یہ عورت اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے، اپنی زبان کی تیزی کی وجہ سے اور اپنی نالائقیوں کی وجہ سے خاوند کے دل سے اتر گئی تو آنکھوں میں کیا جچے گی۔ اس لئے حسنِ صورت کی بہ نسبت حسنِ سیرت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے...... حسنِ صورت چند روزہ، حسنِ سیرت مستقل...... اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں، اس سے خوش ہوتا ہے دل...... اس لئے بیوی کو چاہیے کہ اپنے اندر سیرت والا اخلاق اور حسن پیدا کرے تاکہ وہ گھر کے اندر پرسکون فضا کو قائم کر سکے۔

عورت کا راہ سلوک

ایک نکتے کی بات عرض کرتا چلوں۔ ہمارے مشائخ نے کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ راہ سلوک کی تمام منزلیں طے کر سکتی ہے۔ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو وہ راہ سلوک جس کو مرد بڑے بڑے مجاہدے کے بعد طے کرتے ہیں وہ سب منزلیں طے کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ عاجز تو یوں کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کی اطاعت سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے جتنا کہ مرشد کی اطاعت سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ خاوند ہر وقت گھر میں ہوتا

ہے۔ خاوند کی کڑوی کسیلی سن لینے سے اس کے نفس کے اوپر زیادہ اثر پڑتا ہے اور "میں" مرتی ہے۔ انسان اپنے نفس کو آسانی سے مٹا سکتا ہے۔ تو جیسے مردوں کے لئے کہا گیا کہ وہ کسی اللہ والے کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دیں اسی طرح عورتوں کو کہا گیا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیں۔

مگر آج کی عورتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ بس میاں کا دل مٹھی میں ہو اور جیسے چاہیں اسے نچائیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ مرد قدسی نعمتوں کے زیادہ قدر دان ہوتے ہیں جب کہ عورتیں حسی نعمتوں کی زیادہ قدر دان ہوتی ہیں۔ قدسی نعمت سے مراد معرفت الٰہی۔ مرد لوگ معرفت الٰہی کے زیادہ قدر دان ہوتے ہیں اور حسی نعمتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان وغیرہ ہیں، ان کی قدر دان عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اس لئے مردوں کو من حیث الجماعت معرفت الٰہی کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کو من حیث الجماعت روٹی، کپڑا، مکان کی نعمتوں کا انتظار زیادہ ہوتا ہے۔

بیویوں کیلئے بیس رہنما اصول

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنانے کیلئے نیک بیوی کو اپنے شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ خاوند کو نو دس باتیں بتائیں تھیں مگر بیوی کو بیس بتاتے ہیں تاکہ بیوی کو کام ذرا آسان لگ جائے اور سبق یاد رکھنا آسان ہو۔

(۱) کھانے کو ذکر وفکر کے ساتھ پکائیں

سب سے پہلی بات کہ گھر میں عورتیں جو کھانا بناتی ہیں وہ لوگوں کے جسموں میں جاتا ہے اور یہی ان کے جسموں کی غذا بنتا ہے۔ اس کھانے کے گھر کے لوگوں

پر اثرات ہوتے ہیں۔ اگر کھانے میں طہارت کا خیال نہ رکھیں اور پکاتے ہوئے غفلت کے ساتھ پکائیں تو یہ کھانا ان کے جسم میں جا کر نور پیدا کرنے کی بجائے ظلمت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا عورتوں کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ کھانے کو ذکر و فکر کی کیفیت میں بنائیں تاکہ مردوں کے دلوں پر نیکی کے اثرات ہوں اور گناہوں کی ظلمت چھوٹ جائے۔ چنانچہ نیک بیویاں کھانا بناتے ہوئے اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرتی ہیں۔ کراچی کے ایک صاحب کے ہاں دعوت ہوئی۔ کہنے لگے، حضرت! آپ کا کھانا بناتے ہوئے میری اہلیہ نے گیارہ مرتبہ سورۃ یٰسین شریف پڑھی۔ صحابیات کا بھی یہی طریقہ تھا۔ چنانچہ ایک صحابیہ تنور پر روٹی لگوانے گئیں، جب روٹیاں لگ گئیں تو روٹی کی ٹوکری اٹھا کر سر پر رکھی اور کہنے لگی، لے بہن! میں چلتی ہوں، میری روٹیاں بھی پک گئیں اور میرے تین پارے بھی مکمل ہو گئے۔ تو صحابیات کی بھی یہی عادت تھی اور نیک بیویوں کی بھی یہی عادت ہوتی ہے کہ کھانے کے وقت فقط ہاتھ نہیں چلاتیں بلکہ زبان اور دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے اللہ کو یاد بھی کرتی ہیں۔ اس سے کھانے کے اندر نور آ جاتا ہے۔ آپ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ بچوں کو آپ باوضو کھانا کھلائیں اور ذکر کے ساتھ کھانا کھلائیں۔ آپ کے بچوں میں فرمانبرداری کا جذبہ بڑھ جائے گا۔ خاوند کو آپ ذکر کے ساتھ باوضو اچھا کھانا کھلائیں تو خاوند کے دل میں آپ کی محبت میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔ بندے کے اوپر کھانے کا بہت اثر ہوتا ہے۔

مشکوک خوراک کے بچے کی تعلیم پر اثرات

میں نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ امریکہ کے ایک ہمارے مدرسے میں ایک بچہ دو سال کے اندر فقط آخری پارہ پڑھ سکا۔ آگے چلتا ہی نہیں تھا، ہم بڑے تنگ آ گئے کہ اتنا وقت لگ رہا ہے۔ حالانکہ وہ بچہ

سکول میں فرسٹ آتا تھا۔Presidential Award (صدارتی ایوارڈ) کے لئے اس کا نام آگے بھیج دیا گیا تھا۔تو دل میں ایک دن بات آئی کہ پتہ نہیں اس کو کیا مصیبت ہے کہ قرآن مجید کے فیض سے محروم ہے۔ہم نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا کہ بتاؤ کہ تم کیا کھاتے ہو۔اس بچے نے آٹھ دس امریکن ریسٹورنٹس کے نام لے دیئے۔میں میکڈانلڈ سے یہ کھاتا ہوں اور تھینکس گاڈ، اٹس فرائیڈے سے یہ، اور پیزا ہٹ سے یہ کھاتا ہوں۔ ہمیں بات سمجھ آگئی کہ یہ باہر کی حرام چیزیں کھانے کا اثر ہے کہ اللہ نے قرآن پاک سے محروم کر رکھا ہے۔وہ بچہ بیچارہ آگے پڑھتا تو پیچھے سے بھول جاتا، پیچھے سے پڑھتا تو آگے سے بھول جاتا۔استاد بھی تنگ آگئے۔ ہم نے اس کے والدین کو بلا کر کہا کہ اگر تو اس کو باہر کے کھانے کھلانے ہیں تو اپنے ساتھ لے جایئے اور پڑھایئے بھی خود۔ ہمارے پاس پڑھانا ہے تو وعدہ کیجئے کہ اس کو باہر کا کھانا نہیں دینا۔اس کی والدہ مسلمان ہے نیک ہے، والد کی حلال روزی ہوتی ہے، اس کو گھر کا کھانا کیوں نہیں کھلاتے۔انہوں نے وعدہ کر لیا۔آپ حیران ہوں گے کہ اگلے ایک سال میں اسی بچے نے پورے قرآن مجید کو پورا ناظرہ مکمل کر لیا۔تو کھانے کے انسان کے اوپر اتنے اثرات ہوتے ہیں۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو چیزیں جو تصوف کی جان ہیں۔رزق حلال اور صدق مقال۔کھائے تو حلال رزق کھائے اور اگر بولے تو سچ بولے۔جس بندے میں یہ دو باتیں آگئیں، اس کو گویا دو پر لگ گئے۔ان دو پروں کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔اس لئے بچوں کو جو کھانا کھلائیں وہ ایسا نہ ہو کہ اس پر مشکوک اثرات ہوں۔عورتوں کو برتنوں کو دھونے دھلوانے میں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں ہوتا۔کئی مرتبہ سستی کر جاتی ہیں۔کھانا بناتی ہیں تو ساتھ

گانے لگے ہوتے ہیں۔ کھانے بنا رہی ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا سن رہی ہوتی ہیں۔ اب سوچئے اس کھانے میں برکت کی بجائے ظلمت آئے گی تو پھر اس کا اثر آپ کو خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ میاں بے دین بنا تو مصیبت آپ کی، اولاد بے دین بنی تو مصیبت آپ کی۔ تو جب دونوں طرف سے مصیبت آپ ہی کے سر آتی ہے تو کیوں نہ آپ ان کو کھانا ہی وہ کھلائیں جس کی وجہ سے ان کے دل میں نیکی کا شوق آ جائے۔

ایک نکتہ اور ذہن میں رکھیں کہ جب بھی آپ کھانا بنانے لگیں تو کھانے میں مہمان کی نیت بھی ضرور کر لیا کریں کہ میں گھر والوں کا بھی کھانا بنا رہی ہوں اور میں ایک آدھ مہمان کے لئے یا دو مہمانوں کے لئے بھی نیت کر رہی ہوں۔ اگر مہمان آ جائے تو میرا کھانا اتنا ہو کہ میں مہمان کو بھی پیش کر سکوں۔ بھلے کوئی مہمان نہ آئے۔ روزانہ کھانے میں مہمان کی نیت کرنے سے اللہ تعالیٰ اتنے مہمانوں کو کھانا کھلانے کا اجر آپ کے نامہ اعمال میں لکھوا دیتا ہے۔

(۴) کام کو وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈالئے

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر کام کو اپنے وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈال لیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیے کہ یہ بھی کل کر لوں گی، یہ بھی کل کر لوں گی۔ کل کل کرتے اتنے کام جمع ہو جاتے ہیں کہ پھر انسان ان میں سے کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی کو دیکھئے وہ اپنا کام خود سمیٹتی تھیں۔ حتیٰ کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان کے ہاتھوں کے اندر گٹے پڑ گئے تھے۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا کام خود کرتی تھیں۔ سیدۃ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے کام خود کرتی تھیں۔ جس طرح مرد مصلے پر بیٹھ کر

عبادت کرے تو آپ سمجھتی ہیں کہ اس کو اجر مل رہا ہے، اس سے زیادہ آپ کو اجر اس وقت ملتا ہے جب آپ گھر کے کام کاج کو سمیٹ رہی ہوتی ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد میں نوافل میں مصروف رہتا۔ انہوں نے پوچھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میرا بڑا بھائی ہے، اس نے میرے کاروبار کو سنبھال لیا ہے اور میری روزی کا ذمہ لے لیا ہے، مجھے عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، تیرا بھائی بڑا عقلمند ہے کہ تیری ساری عبادت کا اجر تیرے بھائی کو بھی ملے گا اور تیرا بھائی تجھ سے افضل کام میں لگا ہوا ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مصلے پہ تو فقط عبادت نہیں ہوتی بلکہ عورت جو گھر کے کام کاج کر رہی ہوتی ہے سب کچھ اس کا عبادت میں لکھا جاتا ہے۔

آج مصیبت یہ ہے کہ گھر میں کام کو عورتیں عبادت سمجھ کر نہیں مصیبت سمجھ کر کرتی ہیں۔ چنانچہ ان کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے کوئی کام کرنے والی مل جائے کہ میں صرف بتاؤں اور وہ آگے کام کرے۔ اب بتا کے کام کروا لیا تو جو جسم نے کام کرنے کی مشقت اٹھائی تھیں اور اس پر آپ کے نامہ اعمال میں اجر لکھا جانا تھا وہ اجر تو نہیں لکھا جائے گا۔ آپ کے درجے پھر کیسے اللہ کے ہاں بڑھیں گے۔ اس لئے گھر کے کام میں پسینہ بہانا، مشقت اٹھانا ایسا ہی ہے کہ جیسے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز کی عبادت کا اجر پانا۔ اس لئے عورت گھر کے کاموں کو خوشی سے قبول کرے اور اپنے دل میں یہ سوچے کہ ان کاموں کی وجہ سے میرا رب مجھ سے راضی ہوگا۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک عورت وہ ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں مصروف ہو اور اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف ہوں۔ جب نبی علیہ السلام یہ فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو گھر کے کام کاج

خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کام سمٹیں گے اور اجر ملے گا اور دوسری بات کہ اپنی صحت بھی ٹھیک رہے گی۔ چنانچہ آج گھر کے کام کاج کرنے کی عادت نہیں اس لئے لڑکپن کی عمر ہوتی ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کوئی کہتی ہے میرے سر میں درد ہے، ذرا سا بس کچھ بات سوچتی ہوں تو سر میں درد ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتی ہے، مجھے Lowback Pain (کمر درد) شروع ہو گئی ہے۔ کسی کو آنکھوں میں اندھیرا محسوس ہوتا ہے۔ یہ ساری مصیبتیں ہاتھ سے کام نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک چکی تھی اور وہ چکی کے اوپر گندم خود پیستی تھیں جس سے روٹی بنائی جاتی تھی۔ اب اگر ام المؤمنین اپنے ہاتھوں سے چکی خود پیستی تھیں تو پھر آج کی عورت اپنے گھر کا کام خود کیوں نہیں کرتی۔ جب گھر کا کام نہیں کریں گے تو پھر کہیں گے جی اب ہمیں سوئمنگ کلب میں جانے کی ضرورت ہے، چربی چڑھ رہی ہے۔ پھر ہمیں ٹریڈمل لا کر دیں تاکہ ہم اس پر چلا کریں۔ کیا ضرورت ہے ان کی، گھر کے کام کاج میں ایک تو اجر ملے گا دوسرا خاوند کا دل جیت لوگی اور پھر تیسرا یہ کہ خود بخود Sugar Burn ہوگی اور آپ کی صحت کو بھی اللہ تعالیٰ ٹھیک رکھیں گے۔ تو گھر کے کام کاج کو اپنی عزت سمجھیں اور اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ اور اس کو سمجھیں کہ میں مصلے پہ بیٹھ کر جو عبادت کروں گی اس سے زیادہ گھر کے کام کاج کرنے سے مجھے اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔

(۳) گھر کو صاف ستھرا رکھیے

تیسری چیز اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھیے۔ کچھ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ طبیعت میں سستی ہوتی ہے، ہر وقت پھیلاؤ ڈال دیتی ہیں۔ گھر کے اندر پھیلاؤ کا

ہونا، چیزوں کا بے ترتیب پڑا ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا.

الله جميل ويحب الجمال .

(اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔)

تو جب نبی علیہ السلام نے گواہی دے دی کہ اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی بکھری پڑی چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آتیں۔ لہٰذا عورت اس نیت سے اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھے کہ میرے گھر کی چیزیں ترتیب سے پڑی ہوں گی اور صاف ستھرا گھر ہوگا تو میرے مالک کو یہ گھر اچھا لگے گا۔ میری محنت قبول ہو جائے گی۔ جب آپ گھر میں بیٹھی Cleaner (جھاڑو) چلا رہی ہوں تو یوں سمجھئے کہ گھر ہی صاف نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے گھر کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ تو گھر کا جھاڑو دینا یوں سمجھئے کہ میں بیٹھی اپنے دل کی ظلمت پہ جھاڑو دے رہی ہوں۔

گھر کو صاف ستھرا رکھئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ .

کہ اللہ تعالیٰ توبہ والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاکیزہ رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس لئے ہر چیز کا صاف ستھرا ہونا، پاکیزہ ہونا اور گھر کی ہر چیز کا سیٹ ہونا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے۔

چیزوں کو ترتیب سے رکھنے کا اجر

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ عورت جب گھر میں پڑی ہوئی کسی بے ترتیب چیز کو اٹھا کر ترتیب سے رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اب دیکھئے ہر عورت گھر میں برتن

درست کرتی ہے تو اسے کتنی نیکیاں مل جاتی ہیں اور کتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کپڑے سمیٹتی ہے، چیزوں کو سمیٹتی ہے گھر میں روزانہ اپنے گھر کی چیزوں کو سیٹ کر دیتی ہے۔ جتنی جتنی چیزوں کو اس نے اپنی اپنی جگہ پر رکھا ہر ہر چیز کو رکھنے کے بدلے ایک گناہ معاف ہوا اور ایک نیکی اللہ نے عطا فرما دی۔ اس طرح دیکھئے کہ ایک عورت گھر میں کام کاج کے دوران کتنا ثواب حاصل کر سکتی ہے۔ اگر اس نیت سے گھر کو صاف رکھیں گی کہ لوگ آئیں گے اور تعریف کریں گے تو یہ آپ کی ساری محنت صفر ہو گئی۔ اس لئے کہ مخلوق نے کہہ بھی دیا کہ بڑا اچھا گھر ہے تو آپ کو کیا مل گیا۔ اگر اتنی محنت کر کے پسینہ بہا کے فقط لوگوں کی زبان سے ہی آپ نے سننا ہے کہ بھئی بڑا اچھا گھر ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فَقَدْ قِيلَ یہ کہا جا چکا۔ تو یہ نیت مت کریں۔ نیت یہ کریں کہ میں گھر کو سیٹ کروں گی کیونکہ میں گھر والی ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت بھی ہیں اور خوبصورتی کو پسند بھی فرماتے ہیں، لہٰذا میں اپنے گھر کو سیٹ کر کے رکھوں گی۔ سیٹ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس میں آپ کرسٹل سجائیں گی اور اس میں آپ سینکڑوں ڈالر کی چیزیں لا کے رکھیں گی۔ یہ سیٹ کرنا نہیں بلکہ جتنے وسائل ہوں جیسے بھی ہوں مگر چیز کے اندر صفائی ہو اور سلیقہ مندی ہو۔ صفائی کے لئے کوئی ڈالروں کی ضرورت نہیں بلکہ انسان نے اپنے کپڑے تو دھونے ہی ہوتے ہیں تو ذرا صاف ستھرے کپڑے رکھنے کی عادت رکھ لے۔ اسی طرح چیزوں کو تو سمیٹنا ہی ہوتا ہے تو سلیقہ مندی سے چیزوں کو رکھ لے۔ تو صفائی اور سلیقہ کا ہونا یہ گھر کے خوبصورت ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ایسا چپس کا بنا ہوا ہو، ایسے پتھر ہوں کہ باہر کے ملک سے آئے ہوئے ہوں تب جا کے گھر خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۴) سنی سنائی بات کو آگے بیان نہ کریں

سنی سنائی بات آگے کرنے کی عادت اپنے اندر ہرگز نہ ڈالیں۔ کئی عورتیں ادھوری باتیں سن کے اپنے خاوند کو پہنچا دیتی ہیں اور بعد میں کچی پڑتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ ذرا سی بات سن کے اس کو آگے پھیلانا شروع کر دینا۔ ایسی بات جلدی آگے نہیں کرنی چاہیے بلکہ جس طرح ایک ریسیور ہوتا ہے کہ وہ ہر اسٹیشن کو ریسیو نہیں کرتا، خاص اسٹیشن کی Wavelength (فریکونسی) کو ریسیو کرتا ہے۔ بس آپ بھی اپنے کانوں کے ٹرانسمیٹر کو ایسا سیٹ کریں کہ جو بھی عورت کوئی بات کر رہی ہے بس کانوں تک تو سب آجائے دل میں ہر بات کو نہ جانے دیا جائے۔ دل میں وہ بات جائے جو ٹھیک ہو اور شریعت و سنت کے مطابق ہو۔ سنی سنائی باتیں جلدی سے ادھر کر دینا ادھر کر دینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔ پھر کی ہوئی بات کو Justify کرنا پڑتا ہے۔ وضاحتیں دینی پڑتی ہیں کہ جی میں نے ایسے تو نہیں کہا تھا، ایسے کہا تھا۔ پھر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر عورتوں کو اپنی باتیں چھپانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور کئی تو ایسی ہوتی ہیں کہ بات بات پہ جھوٹ بولتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بندہ جھوٹ بولتے بولتے ایسی کیفیت میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ جھوٹوں کے دفتر میں اس کا نام لکھ دیا جائے۔

بعض عورتیں ہر ایک کے سامنے دل کھول دیتی ہیں۔ کوئی آئی گئی بھی ہو گی تو اس کو بھی بتا دیں گی۔ حتیٰ کہ مثال کے طور پر اگر یہ سفر کر رہی ہیں اور لاؤنج میں فلائٹ کے انتظار میں بیٹھی ہیں اور اس کے ساتھ والی کرسی پر کوئی عورت آ کر بیٹھ گئی۔ اب جیسے ہی تعارف ہو گا تو دو منٹ کے اندر اپنے خاوند کی بھی حقیقت بتا دیں

گی، اپنی ساس کی بھی حقیقت بتا دیں گی حتیٰ کہ اپنے پیٹ میں اگر کچھ ہے تو اس کے بارے میں بھی بتا دیں گی۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ ذرا سی بات میں انسان اتنا جلدی اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے کھول دے۔ یہ چیز اچھی نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کے نقصانات ہوتے ہیں۔ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتیں اس بات کو اچھی طرح نوٹ کریں کہ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کا دل کھولنے کے لئے پوچھ لیتی ہیں کہ آپ کی ساس کیسی ہیں؟ آپ کا میاں کیسا ہے؟ اور ماشاء اللہ انہوں نے میاں کی زندگی کی ایسی گردان یاد کی ہوتی ہے کہ اسی وقت صرف صغیر سنانی شروع کر دیتی ہیں۔

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ Hasty Decision سے بچنے کی کوشش کریں۔ ذرا سی بات سن کے کسی کے بارے میں Decision لے لینا کہ فلاں ایسا ہے فلاں ایسی ہے، یہ غلط بات ہے۔ کئی مرتبہ بچے آپ کے سامنے آئیں گے۔ ایک کہے گا فلاں نے یہ کیا، فیصلہ نہ کریں جب تک دوسرے کی نہ سن لیں۔ لقمان علیہ السلام نے بچے کو کہا کہ بیٹا کہ اگر تجھے کوئی آکر کہے کہ فلاں نے میری آنکھ نکال دی، پھوڑ دی۔ تو تم فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ تم دوسرے کی نہ سن لینا۔ ہو سکتا ہے اس نے دوسرے کی دو آنکھیں نکالی ہوئی ہوں۔ اس لئے ذرا سی بات سن کے Hasty Decision لے لینا کسی چیز کو Generalize کر لینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔

(۵) خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرے

جب بھی خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے اس کو ہمیشہ دعا کے ذریعے الوداع کہے۔ فی امان اللہ کہے۔ دعا دے۔ جیسے ہماری بڑی عورتیں پہلے وقتوں میں اپنے

میاں کو کہتی تھیں۔ یہ کتنی پیاری بات ہے کہ میری امان اللہ کے حوالے۔ جب آپ نے اپنی امانت اللہ کے حوالے کر دی تو اللہ تعالیٰ محافظ ہے وہ آپ کی امانت کی حفاظت کرے گا۔ آج کتنی عورتیں ہیں جو خاوند کو گھر سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ کہتی ہیں؟ بہت کم۔ چونکہ نہیں کہتی اسلئے ان کے خاوندوں کی حفاظت بھی نہیں ہوتی۔ پھر روتی ہیں کہ خاوند باہر جاتے ہیں تو ان کو باہر زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ بھئی آپ نے تو اپنی امانت اللہ کے حوالے ہی نہیں کی، اب آپ اللہ سے کیا توقع رکھتی ہیں؛ کیوں وہ ان کی حفاظت کرے۔ تو نیک بیویاں ہمیشہ خاوند اور بچوں کو گھر سے رخصت ہوتے ہوئے ان کو دعا دیتی ہیں۔ اونچی آواز سے کہنے کی عادت ڈالیں بلکہ دروازے تک ساتھ آیا کریں اور پھر کہا کریں۔ فی امان اللہ۔ فی حفظ اللہ۔ فی جوار اللہ۔ کچھ نہ کچھ ایسے لفظ کہا کریں۔ یا ویسے ہی کہہ دیا کریں کہ میری امانت اللہ کے حوالے۔ تو جب آپ اپنی امانت اللہ کے حوالے کر چکیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی Let down نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ اور یقین تو ہماری زندگی کی بنیاد ہے۔

تو ایک عادت یہ ہو کہ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو دروازے تک جا کر اس کو الوداع کہیں دعا کے ذریعے اور جب خاوند گھر میں آئے جتنی بھی مصروف ہوں ایک منٹ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکرا کے اپنے خاوند کا استقبال کریں۔ جب بیوی مسکرا کے خاوند کا استقبال کرے گی ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ تو ظاہر ہے کہ خاوند کی نظر مسکراتے چہرے پر پڑے گی تو اس کے دل میں بھی محبت اٹھے گی۔ آج اس چیز پر عمل کم ہے اس لئے زندگی میں پریشانیاں زیادہ ہیں۔

(۶) خاوند کے آنے سے پہلے اپنے کو صاف ستھرا کر لے

چھٹا پوائنٹ یہ ہے کہ جب خاوند کے آنے کا وقت ہو تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے۔ ہوتا یہ ہے کہ باہر جب نکلنا ہو تو دلہن کی طرح سج دھج کے باہر جائیں گی اور خاوند نے جب آنا ہو تو پھر ایسی میلی کچیلی رہیں گی کہ بندے کی دیکھ کے ہی طبیعت خراب ہو جائے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ جتنی بھی نیک عورتیں گزری ہیں ان سب کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ روزانہ اپنے خاوند کے آنے کے وقت پر اپنے آپ کو بنا سنوار لیتی تھیں اور یہ بننا سنورنا ان کے لئے عبادت کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس کا پتہ نہیں کیوں نہیں خیال کرتیں حالانکہ کتابوں میں بھی یہ بات بہت لکھی گئی ہیں۔

ایک نیک بیوی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ہر رات اپنے آپ کو سنوارتی سجاتی اور اپنے میاں سے پوچھتی تھیں کہ آپ کو میری خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر وہ کہتے ہاں تو میاں کے ساتھ وقت گزارتی اور اگر وہ کہتے، نہیں مجھے نیند آ رہی ہے سونا ہے تو وہ مصلے پہ کھڑی ہوتی اور ساری رات اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھ کر گزار دیتی تھیں۔ تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کے لئے گھر میں بن سنور کر رہے۔ بننے سنورنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ روزانہ دلہن کے کپڑے پہنے۔ بس کپڑے ہوں، صاف ستھرے ہوں اور انسان نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہو، چہرہ دھویا ہوا ہو، صاف ستھرا ہو، خوشبو استعمال کی ہوئی ہو۔ اسی کو بننا سنورنا کہتے ہیں۔ تو یہ بننا سنورنا عورت کے گھر کے فرائض میں شامل ہے۔ اس میں سستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ آپ باہر جائیں تو سادہ کپڑوں میں جائیں۔ باہر زرق برق لباس پہننے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ سادہ کپڑوں میں باہر جائیں گی تو فتنوں سے بچ

جائیں گی۔ یاد رکھیں لباس کی سادگی عورت کے حسن کی حفاظت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لئے دستور بنائیں کہ جب باہر جائیں تو کپڑے صاف ستھرے ہوں مگر سادہ ہوں۔ اور گھر میں ہوں تو پھر کپڑے اپنے خاوند کے لئے جو بھی پہن سکتی ہیں مگر اپنے آپ کو بنا سنوار کے تیار رکھیں۔

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک لشکر سے واپس آرہے تھے۔ مدینہ کے باہر ہی آپ نے قیام فرمایا۔ حالانکہ گھر بہت قریب تھے اور گھر جا بھی سکتے تھے مگر نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم رک جاؤ اور اپنے گھروں میں اطلاع بھجوادو تاکہ بیویاں اپنے آپ کو خاوندوں کے لئے تیار کرلیں۔ تو نبی ﷺ کی سنت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ نبی علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ جب عورتوں کو پتہ ہو کہ میاں کے آنے کا وقت ہے تو اس وقت میلے منہ پر میک اپ کرنے کی بجائے ذرا صاف ستھری ہو کر رہیں تاکہ نبی علیہ السلام کی سنت کے اوپر ان کو عمل نصیب ہو سکے۔ جب خود ہی صاف ستھری نہیں رہیں گی تو کیسے توقع کرتی ہیں کہ خاوند کے دل میں ہماری روز نئی محبت ہونی چاہیے۔ جب خاوند توجہ نہیں کرتے تو پھر روتی پھرتی ہیں کہ

جی ساری دنیا کے ہوئے میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے

جب آپ نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی تو اب اپنے آپ کو ذرا صاف ستھرا بھی رکھئے تاکہ میاں کا طبعاً بھی آپ کی طرف محبت کا جذبہ زیادہ ہو جائے۔

(۷) رشتہ داروں کے ہاں صلہ رحمی کی نیت سے جائیں

ساتویں بات یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ہاں جانا پڑتا ہے، کبھی تقریبات میں

جانا پڑتا ہے، تو صلہء رحمی کی نیت سے جائیں۔ صلہ رحمی کہتے ہیں رشتے داریوں کو جوڑنا، رشتے ناطوں کو جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ رشتے داریاں جوڑیں اور محبت وپیار کے ساتھ رہیں۔ جب بھی آپ تقریبات میں جائیں تو صلہء رحمی کی نیت سے جائیں۔ یہ نیت نہ ہو کہ ہم نہیں جائیں گی تو وہ بھی نہیں آئیں گے۔ اپنی طرف سے آپ صلہء رحمی کی نیت سے جائیں تاکہ آپ کا جانا بھی عبادت بن جائے۔

پردے کا لحاظ رکھیں

لیکن جب جائیں تو مخلوط محفلوں سے بچیں۔ جہاں آپ کو پتہ چلے کہ پردے کا کوئی خیال نہیں ایسی محفلوں میں جانے سے آپ پرہیز کریں۔ جائیں بھی تو آپ پردے میں رہیں، خود بخود رشتہ داروں کو محسوس ہو جائے گا کہ اس عورت کے لئے ہمیں پردے کا انتظام کرنا ہے۔ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ بعض نیک بیبیاں اپنی بہنوں کی شادی میں چلی گئیں اور ان کی شادی میں پردے کا اہتمام نہیں تھا۔ وہ ایک ہفتہ اس گھر کے اندر برقعے کی کیفیت میں رہیں۔ نیک بچیاں شرعی حقوق بھی پورے کرتی ہیں مگر اللہ کے حکم کو بھی مدنظر رکھتی ہیں۔ اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتیں۔

ایک اچھا دستور جس کو عاجز نے بھی اپنی زندگی میں اپنایا۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں خوشی کی تقریب ہو تو تقریب کے دن جانے کی بجائے آپ ایک دن پہلے چلی جائیں اور اپنی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دے دیں اور ان سے کچھ وقت بیٹھ کر باتیں کرلیں اور ان سے کہیں کہ پردے کی مجبوری کی وجہ سے تقریب میں شرکت میرے لئے مشکل ہے اس لئے میں ایک دن پہلے آگئی کہ میں آپ کو مبارک باد دے دوں۔ اسی طرح اگر کسی کے ہاں غمی کی کوئی بات ہے تو غمی والے دن جانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس دن عام طور پر گھروں میں بے پردگی ہوتی

ہے۔لوگ پردے کے مسائل کا کوئی خیال نہیں کرتے۔لہٰذا خوشی کی کیفیت میں آپ دوسرے دن جانے کی عادت بنالیں اوران کو جا کر پرسا دیں اور بتائیں کہ میں کل نہ آئی اس لئے کہ میرے لئے پردے کا معاملہ تھا۔تو اس دن آپ پرسے کے چند الفاظ کہہ کے آجائیں۔آپ کی رشتہ داریاں بھی قائم رہیں گی اور آپ کا پردہ بھی قائم رہے گا۔یعنی آپ نے بندوں کو بھی راضی کیا اور بندوں کے پروردگار کو بھی راضی کرلیا۔

(۸) شوہر کو صدقہ خیرات کی ترغیب دیتی رہیں

اپنے میاں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے کہتی رہا کریں۔اس لئے کہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔صدقے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال میں کمی نہیں ہوتی۔اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ویسے ہی کہہ دیتے تو کافی تھا۔لیکن اللہ کے صادق والامین محبوب نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال کے اندر کمی نہیں آتی۔اس لئے اپنے خاوند کو اس صدقہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً کہتی رہیں۔کبھی وہ پریشان حال ہو تو مشورہ دیں کہ کچھ صدقہ اللہ کے راستے میں خرچ کردیں۔صدقے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہے سارا کچھ دے کے فارغ ہو جاؤ۔بلکہ آپ نے اگر ایک پیسہ بھی خرچ کیا تو اللہ کے ہاں وہ بھی صدقے میں شمار کرلیا جائے گا۔

It is not the things which count its the thought

اللہ تعالیٰ چیز کو نہیں دیکھتے، وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ نیت کتنی اچھی تھی۔

خود بھی اللہ کے راستے میں خاوند کی اجازت سے دینے کی عادت ڈالیں۔ اپنے بچوں کے ہاتھوں سے بھی دلوایا کریں۔ کوئی غریب عورت آ جائے، پیسے دینا چاہتی ہیں تو اپنی بیٹی کے ہاتھ پہ رکھ کر کہا کریں کہ بیٹی جاؤ دے کے آؤ تاکہ بچی کو سبق مل جائے کہ میں نے بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔ یقین کریں کہ جتنا ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس کے بالمقابل اللہ کے راستے میں ہم بہت کم خرچ کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وفی اموالھم حق معلوم . للسائل والمحروم۔

مگر ہم تو اتنا کچھ ہوتا ہے مگر نہیں دیتے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو ان کی اپنی ضرورتوں سے زیادہ رزق اس لئے دے دیتا ہے کہ وہ نیک غریب بیواؤں یتیموں پر خرچ کریں۔ یہ ان کا رزق ہوتا ہے جو اللہ ان کو پہنچا دیتا ہے۔ کہ تم ڈاکیے کی طرح Distribute کر دینا اس کو پوسٹ آفس بنا دیتے ہیں۔ اب اگر یہ بندہ غریبوں پہ خرچ کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرورت سے زیادہ رزق دیتے رہیں گے۔ اگر یہ خرچ کرنا بند کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دینا بھی بند کر دیں گے اور اس ڈاک کے لئے اللہ تعالیٰ کسی اور کو چن لیں گے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے کاروبار بلین اور ٹریلین میں ہوتے ہیں۔ پھر ایسی بات ہوتی ہے کہ کوئی معاشی بحران آتا ہے اور سارا کچھ ان کا ڈوب جاتا ہے اور پھر پھوٹی کوڑی کو ترستے ہیں۔ کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں لاکھوں لوگوں سے لینے تھے، آج لاکھوں دینے ہیں۔ وجہ کیا ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ ان کا اپنا نہیں تھا، اللہ نے ان کو دیا تھا تاکہ یہ امین بن کر بندوں تک پہنچا دیں۔ جب انہوں نے اس فرض میں کوتاہی کی تو اللہ نے ان کو دینا بند کر دیا۔ ان کو وہ کچھ دیا جو فقط ان کا اپنا حصہ تھا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کسی کو ضرورت سے زیادہ دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے

راستے میں خرچ کرنے کے لئے خوب ہر وقت کوشش کرے۔ دل میں اس کے سخاوت ہونی چاہیے۔

سخاوت کی قدر

یہ دل کی سخاوت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہو کر آئی تو اللہ کے محبوب کو بتایا گیا۔ اس کا والد بڑا سخی تھا۔ اس بات کو سن کر اللہ کے نبی نے اس بچی کو آزاد کر دیا۔ وہ کہنے لگی، میں اکیلی کیسے جاؤں۔ چنانچہ آپ نے دو صحابہ کو اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس کو بحفاظت واپس گھر پہنچائیں۔ وہ کہنے لگی کہ مجھے اکیلی جاتے شرم آتی ہے۔ میں آزاد ہو گئی جب کہ میرے قبیلے کے سارے لوگ یہاں قید ہیں۔ نبی علیہ السلام نے اس بچی کی بات پر قبیلے کے سارے لوگوں کو معاف فرما دیا۔ سخاوت اللہ تعالیٰ کو اور اللہ کے محبوب کو اتنی پسند ہے۔

(۹) گھر کے اندر ایک جگہ مصلّے کیلئے مخصوص کر دیں

گھر کے اندر مصلے کی جگہ بنائیں اور اسی کو اپنے لئے مسجد سمجھیں۔ بڑا گھر ہے تو ایک کمرے کو ہی مسجد بنالیں۔ یا اگر کمرے کے اندر تخت پوش رکھ کر مصلہ بچھا سکتی ہیں تو اس کو بنائیں۔ وہاں پر تسبیح بھی ہو، گٹھلیاں بھی ہوں اور قرآن مجید بھی قریب ہو اور حجاب بھی تاکہ جس نے نماز پڑھنی ہو وہ آسانی کے ساتھ صحیح پردے کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔

اس جگہ پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں حتیٰ کہ طبیعت مانوس ہو جائے۔ اپنے فارغ وقت میں کرسیوں پر سکرین کے تماشے دیکھنے کی بجائے مصلے پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں۔ صحابیات کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے میاں کام کاج کے لئے چلے

جاتے تھے تو وہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کے چاشت کے نفل پڑھتی تھیں۔ چاشت صلوٰۃ الضحیٰ کو کہتے ہیں یعنی جب سورج اتنا بلند ہو کہ باہر کوئی جانور چلے تو اس کے پاؤں جلنا شروع ہو جائیں، زمین گرم ہو تو اس کو صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں، چاشت کی نماز کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاشت کی نماز میں روزی کی برکت کو رکھا ہے۔ اب دیکھیے کہ میاں تو کام کے لئے چلا گیا، آپ اگر چاشت کی نماز پڑھیں گی اور دعا مانگیں گی کہ اے میرے مالک! میرا میاں کام کاج کے لئے گھر سے چلا گیا، میں آپ کی بندی دامن پھیلا کر مانگتی ہوں کہ میرے میاں کے کام کو قبول کر لیجیے اور اس کے بدلے ہمیں رزق حلال عطا فرمائیے۔ خاوند کام کرے گا اور بیوی چاشت کے وقت دعا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حلال طیب اور پاکیزہ روزی عطا فرمائیں گے۔ صحابیات کا یہ خلق کتنی عورتوں میں ہے؟ ذرا سوچیں تو سہی کتنی عورتیں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھ کر اپنے میاں کے رزق میں برکت کی دعا مانگتی ہیں۔ جب عمل نہیں کرتی ہیں تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھروں میں بے برکتی ہوتی ہے۔ اول تو روزی نہیں ہوتی یا اگر روزی ہوتی ہے تو گھر کے اندر الٹا فساد کا باعث بن جاتی ہے۔

(۱۰) فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالیں

فون پر بات مختصر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا تعلق بندے کی عادت کے ساتھ ہے۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ بس فون کے اوپر......! اچھا آپ کیا پکا رہیں؟ اب یہ Commentary (تبصرہ) چل رہی ہوتی ہے۔ ہاں میں بھی آج یہ پکا رہی ہوں۔ اب اس میں آدھا گھنٹہ گزار دیا۔ اور یہ سمجھ ہی نہیں ہوتی کہ زندگی کا قیمتی وقت آپ نے خواہ مخواہ کی بے کار باتوں میں گزار دیا۔ بس To

the point (مطلب کی) بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک تو وقت بچتا ہے اور دوسرا کئی اور مصیبتوں سے غیبتوں کے سننے سے انسان بچ جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو اپنے گھر کی دال پکانے کی باتیں سنائے گی وہ ممکن ہے کہ اپنی ساس کی کوئی غیبت کی بات بھی سنا جائے اور آپ کو پتہ ہی نہ چلے۔ اسلئے فون پر مختصر سی بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور اگر دوسری طرف کوئی غیر محرم مرد ہے تو اپنے لہجے کے اندر سختی رکھیں کہ اگر اس نے دو فقرے بولنے ہیں تو دو کی جگہ ایک فقرہ ہی بول کر فون بند کر دے۔ اس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلا تخضعن بالقول یعنی تم نے غیر محرم سے گفتگو کرنی ہے تو اپنے لہجے میں لچک مت پیدا کرو۔ نرمی نہ پیدا کرو۔ آج کل تو یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد غیر محرم ہے تو ایسی میٹھی بن کے بات کریں گی کہ جیسے سارے جہاں کی مٹھاس اس میں سمٹ آئی ہو۔ شریعت میں اس کو حرام کہا گیا۔

غیر محرم مرد سے بات ذرا نچے تلے لہجے میں کرے۔ ایک اصول سن لیں۔ ہمیشہ بات سے بات بڑھتی ہے۔ یہ فقرہ یاد رکھ لیں کام آئے گا۔ جوان لڑکیاں اس فقرے کو اپنے دل میں لکھ لیں...... ''بات سے بات بڑھتی ہے۔'' مقصد آپ سمجھ گئیں ہیں۔ پہلے انسان بات کرتا ہے اور بات کرنے کے بعد ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام آئے مگر ان میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا دنیا میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے کہا رب ارنی انظر الیک اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے فقط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کیوں مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ اس لئے کہ وہ کلیم اللہ تھے

اللہ سے گفتگو کرتے تھے۔ جب کوئی گفتگو کرتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ اس سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ فون پر جب آپ بات سے بات بڑھائیں گی تو پھر اگلا قدم گناہ کی طرف جائے گا۔ اس لئے پہلے قدم پر ہی اپنے آپ کو روک لیجئے۔ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھے وہ بڑے گناہ کا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے اگر کوئی بچی یہ سمجھتی ہے کہ میں تو کزن سے صرف فون پر بات کرتی ہوں تو یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھتا ہے وہ گناہ بڑے گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱۱) اہم باتیں نوٹ کرنے کیلئے ایک نوٹ بک بنائیں

گیارھویں بات یہ ہے کہ گھر کے اندر آپ اپنی نوٹ بک خود بنائیں اور اہم باتوں کو اس کو میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔ عورتوں میں یہ چیز بہت کم ہے۔ کچھ نیک بیویاں اس کی پابندی کرتی ہوں گی ورنہ نوٹ بک نہیں بنائی جاتی۔ کئی اہم باتیں خاوند کو کہنی ہوتی ہیں لیکن موقع پر یاد نہیں آتیں۔ اور کئی اہم کام کرنے ہوتے ہیں جو خاوند بتا کے جاتا ہے وہ بھول جاتی ہیں۔ چنانچہ گھر کی کئی مصیبتیں اس وجہ سے شروع ہوتی ہیں۔ تو فقط اپنی یادداشت پر بھروسہ نہ کریں۔ اس لئے کہ جب گھر میں عورت کی اولاد ہونی شروع ہو تو عام طور پر اس کی یادداشت اتنی اچھی نہیں رہتی۔ کئی مرتبہ یہ جلدی بھول جاتی ہے۔ جب گھر کے اندر ڈائری ہوگی تو اپنی اس ڈائری میں خاوند نے جو کام کہے وہ بھی لکھ لے۔ کسی اور نے کوئی کام کہا تو وہ بھی لکھ لیا۔ کسی کو کام کیلئے کہنا ہے تو وہ بھی لکھ لیا کرے۔ تو روز کا ایک صفحہ متعین کر لیں اور اس کے اوپر آپ نے جو باتیں کرنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔ جو کہنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔ اور پھر شام کو دیکھ لیں کہ کیا میں نے سب کام سمیٹے یا نہیں۔ یہ نوٹ بک کا بنانا

جب آپ شروع کریں گی تو آپ دیکھیں گی کہ آپ کی زندگی میں ایک ڈسپلن آجائے گا۔ آپ کی زندگی خود بخود اچھی ترتیب والی بن جائے گی۔ اور پھر آپ وقت کا بھی خیال رکھیں گی۔ جب آپ کو پتہ ہوگا کہ آج میں نے اتنے کام سمیٹنے ہیں، پھر کسی کے فون آنے پر آپ اس سے دال پکانے کی باتیں نہیں پوچھیں گی۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔

آج Urgent (جلدی کے) کاموں کی وجہ سے عورتیں Important (اہم) کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتیں۔ یہ بات سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے Mismanagement (بدانتظامی) کی وجہ سے اور زندگی میں Planning (ترتیب) نہ ہونے کی وجہ سے آج عورتیں ارجنٹ کاموں میں اتنا الجھ جاتی ہیں کہ اہم کاموں کے لئے ان بے چاریوں کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہر وقت Fire-fighting کرتی پھر رہی ہوتی ہیں۔ تھوڑا وقت رہ جائے تو کہتی ہیں اچھا یہ کام سمیٹنا ہے، اچھا یہ کام سمیٹنا ہے۔ کل تو فلاں تقریب ہے۔ ہر وقت Fire-fighting کرنے کی ضرورت نہیں۔ Planning کے ساتھ زندگی گزاریے۔ کسی نے کہا،

Well plane half done

جب آدمی کسی کام کو اچھا پلان کر لیتا ہے تو یوں سمجھو کہ آدھا کام ہو جاتا ہے۔ تو یہ نوٹ بک کا بنانا اور اپنے وقت کا خیال رکھنا اور اپنے کاموں کو اس میں لکھ لینا آپ کے لئے فائدے کا سبب بنے گا اور آپ کہیں گی کہ پیر صاحب نے ہمیں بہت اچھی فائدے کی بات بتائی ہے۔ اکثر خاوندوں کے ساتھ جو نوک جھوک ہوتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ بیوی نے خاوند کو کام کہا۔ خود بھی بھول گئی، خاوند بھی بھول گیا۔ کئی دن کے بعد یاد آیا تو الجھ پڑتے ہیں۔ اگر یہ نوٹ بک میں لکھا ہوتا تو

آپ روزانہ اس کو یاد دلا سکتی تھیں، وقت سے پہلے یاد دلا سکتی تھیں۔ یا خاوند نے کوئی بات کہی تو بیوی کرنا بھول گئی۔ اس پر خاوند کے ساتھ نوک جھوک شروع ہو گئی۔ تو اس لئے نوٹ بک کا بنانا آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے لئے بڑے فائدے کا سبب بن سکتا ہے۔

(۱۴) کچھ ضرورت کی چیزوں کو سنبھال کر رکھیں

اسی طرح گھر کے اندر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی ہنگامی طور پر اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ان کو گھر میں مناسب جگہ پر ہر وقت تیار حالت میں رکھیں تاکہ پریشانی سے بچ جائیں۔

مثال کے طور پر ہر عورت کو اپنے گھر کے اندر ایک چھوٹا سا First aid box (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنانا چاہیے۔ عورتیں عموماً اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ لہذا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ان کو ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے۔ ذرا سا کسی بچے کو زخم آ گیا تو کہتی ہیں، اچھا چلو جی ڈاکٹر کے پاس۔ اب ڈاکٹر کے پاس تو بچے نے جانا ہے ماں اس کے ساتھ ویسے ہی جا رہی ہے۔ جب ایک عورت ایک غیر محرم ڈاکٹر کے پاس جائے گی تو اس سے بات بھی کرنی پڑے گی۔ کئی مرتبہ چہرہ بھی کھول بیٹھے گی اور کئی مرتبہ پھر بات سے بات بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے شیطان کے دروازے کو بند کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ کی جو دوائیں ہوتی ہیں یا چیزیں ہوتی ہیں وہ گھر کے اندر رکھ لی جائیں۔ سر درد کی گولی اور بخار وغیرہ کی دوائی کو سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ تو ہر گھر کے اندر عورت اپنا First aid box (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنا لے۔ فرض کریں بچے کو کوئی چوٹ لگ سکتی ہے یا آپ کا ہاتھ جل سکتا ہے تو اگر گھر میں کریم رکھی ہوگی جو زخم پر لگانے

کے لئے یا جلنے کی کیفیت میں لگانے کے لئے ہے تو جب زخم پر فوراً وہ چیز لگ جائے گی تو پھر اس کا نشان جسم پر نہیں رہے گا۔ ہوتا کیا ہے کہ بچہ جلا یا فرض کرو خدانخواستہ عورت کا ہاتھ جل گیا۔ اب ڈاکٹر کے پاس خاوند لے کر جائے گا اور خاوند کام سے شام کو آئے گا۔ اب جب چار پانچ گھنٹے زخم کو اسی طرح گزر گئے۔ تو ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے پہلے اتنا نقصان ہو چکا ہوتا ہے کہ زخموں کے نشان رہ جاتے ہیں۔ تو گھر کے اندر First-aid کا کچھ انتظام ہونا چاہیے۔ یہ عورت کے لئے دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی فائدے کا سبب ہے۔ عورتوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ مرد ڈاکٹروں کے پاس حتیٰ الوسع جانے سے پرہیز کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ غیر محرم کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔

اسی طرح چابیوں کی جگہ متعین کر لیجئے۔ اکثر جب کہیں جانے کا وقت ہوتا ہے تو چابیاں نہیں ملتیں۔ چابیاں ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں اور جب چابیاں نہیں ملتیں تو خاوند ان کی چابی ٹائمیٹ کرتا ہے کہ تم نے کہاں رکھ دی۔ پھر جھگڑا اٹھتا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ مجھے ڈانٹ پڑ گئی۔ اس لئے انہیں سنبھال کر متعین جگہ پر رکھیں۔

اسی طرح چھری بھی ایسی چیز ہے جس کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسے بھی مخصوص جگہ پر رکھا کریں۔ پھل اور سبزی کاٹنے کے لئے الگ الگ چھری کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک چھری ہو اور اسی سے پیاز کاٹا ہو اور تھوڑی دیر کے بعد اسی چھری سے سیب کاٹا ہو تو پیاز کا ذائقہ سیب میں شامل ہو جائے گا اور وہ بدمزہ ہو جائے گا۔ بلکہ وہ کم بدمزہ ہوگا اور گھر کا ماحول زیادہ بدمزہ ہوگا۔

جیولری بکس عورتوں کے پاس ہوتا ہے۔ اس کو بھی سنبھال کر رکھئے۔ اس قسم کی اہم چیزوں کے رکھنے کا ایک ضابطہ بنا دیجئے۔ تاکہ آپ جس وقت چاہیں آپ

کو اسی وقت وہ چیز مہیا ہو سکے۔ آپ کی زندگی کے کئی سارے جھگڑے ان چیزوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں گی تو ان چیزوں کی وجہ سے جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شیطان کو ان چیزوں کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

(۱۳) کوئی ایسا کام نہ کرے جس وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے

تیرھویں بات یہ ہے کہ بیوی کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے۔ چاہے وہ مال سے متعلق ہو یا چاہے وہ اخلاق سے متعلق ہو۔ اس لئے کہ وہی سہاگن جسے پیا چاہے۔ سارا جہاں عورت کا سجن بن جائے۔ عورت کو کیا فائدہ اگر خاوند اس کا اپنا نہ بنا۔ اس کی زندگی تو خاوند کے ساتھ وابستہ ہے۔ خاوند کی جگہ تو کوئی اور نہیں لے سکتا۔ اس لئے سارا جہاں ایک طرف اور اپنا خاوند ایک طرف۔ کوئی کام ایسا نہ کریں کہ جس کی وجہ سے آپ خاوند کی نظروں سے گر جائیں۔ گر کر انسان دوبارہ وہ مقام نہیں پا سکتا جو پہلے ہوا کرتا ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے میاں کے مزاج کو پہچانے تا کہ گھر کے ماحول کو اچھا رکھ سکے۔ اپنے میاں کے سامنے سچ کی زندگی گزارے۔ بات کو بدل کر کرنا یا بات کو چھپا لینا، یہ حقیقت میں جھوٹ ہوتا ہے۔ خاوند کے سامنے جب عورت نے خود ہی جھوٹ بولنے کی عادت ڈال لی تو پھر اس کی بے برکتی پوری زندگی میں پڑے گی۔ تکلیف اٹھا لینا ذلت کے اٹھا لینے سے بہتر ہے۔ یاد رکھیں انسان جتنی محنت اپنے خامی کو چھپانے کے لئے کرتا ہے، اس سے آدھی محنت کے ساتھ وہ خامی دور ہو سکتی ہے۔

آپ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے میاں کے دل میں آپ کے بارے میں کوئی شک پیدا ہو۔ مثلاً خاوند کو یہ شک ہو کہ یہ جھوٹ بولتی ہے،

خاوند کو شک ہو کہ یہ پیسے چھپا لیتی ہے، خاوند کو یہ شک ہو کہ جن لوگوں سے تعلق کو میں ناپسند کرتا ہوں یہ ان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کا کوئی بھی شک خاوند کے دل میں پیدا مت ہونے دیجئے۔ اس لئے کہ جس دل میں شک جگہ بنا لے اس دل سے محبت رخصت ہو جاتی ہے۔

(۱۴) بچوں کے بارے میں اپنے خاوند سے مشورہ کرتی رہیں

بچوں کے بارے میں اپنے خاوند سے مشورہ کرتی رہیں۔ جو چیز نوٹ کریں، رات کو اپنے خاوند کو پوری رپورٹ دیا کریں تاکہ خاوند یہ نہ کہے کہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ پھر خاوند کے مشورے سے جس طرح بچوں کی تربیت کرنی ہو آپس میں مل کر بچوں کی تربیت کریں۔ جب دونوں کا مشورہ شامل ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر ان کے بچوں کی تربیت بھی اچھی فرمائیں گے اور ان کو مصیبتوں سے محفوظ بھی فرمائیں گے۔

(۱۵) خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرے

پندرھویں بات یہ ہے کہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں اپنی تکلیف کی پروانہ کرے۔ نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر عورت کسی سواری پر سوار ہے اور اس کے خاوند نے اس کو کہا کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے تو وہ سواری سے نیچے اترے اور خاوند کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر سواری پر سوار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام نے بیویوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں ٹال مٹول نہ کریں اور اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھیں۔ چھوٹی موٹی تکلیف کا خیال نہ کریں۔ بلکہ یہ اجر کا کام ہے اور عورت کی

ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور غسل کرتی ہے تو غسل کے پانی کے ہر ہر قطرے کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں ۔تو سوچیے کہ کتنے گناہ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعے سے عورت کے معاف فرما دیئے۔ نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ قرب قیامت کی علامات میں سے یہ علامت ہے کہ عورتیں صحت مند ہونے کے باوجود اپنے خاوندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ٹال مٹول سے کام لیں گی۔ آج یہ شکایتیں اکثر ملتی ہیں اور واقعی یہ قرب قیامت کی علامت ہے کہ عورتیں صحت مند بھی ہوتی ہیں، وقت بھی ہوتا ہے، مگر خواہ مخواہ ٹال مٹول اس لئے کرتی ہیں کہ خاوند کو اپنی اہمیت جتلا سکیں۔ حالانکہ دوسری طرف مرد گناہ کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ جس کو حلال کھانے کو نہیں ملے گا تو صاف ظاہر ہے کہ حرام کی طرف للچائی نظروں سے دیکھے گا۔ اس لئے نیک بیویاں اپنے خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں چھوٹی موٹی تکلیف کی پروا نہیں کرتیں۔ ہاں خاوندوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی عورت کی ضرورت کا خیال رکھیں اور اس کو زیادہ تکلیف میں نہ ڈالیں۔ بلکہ یہ چیز تو محبت و پیار سے تعلق رکھتی ہے اور آپس میں افہام و تفہیم کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔

شوہر عورت کیلئے جنت کا دروازہ ہے

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے شوہر جنت کا دروازہ ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو عورت اس حالت میں مری کہ اس نے فرائض کو پورا کیا یعنی فرض نمازیں پڑھیں، پردے کا خیال رکھا، فرضوں کو پورا کیا، اور اپنے خاوند کو خوش رکھا، اس کے مرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیں گے۔ محدثین نے فرمایا کہ خاوند عورت کے لئے جنت کا دروازہ ہے۔ خاوند کا خوش ہونا

دروازے کا کھل جاتا ہے اور خاوند کا ناراض ہونا دروازے کا بند ہو جاتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

جب یہ حدیث پڑھتے ہیں اور دوسری طرف ہم کبھی یہ سنتے ہیں کہ ایک عورت عالمہ ہے، حافظہ ہے، قاریہ ہے اور پھر اپنے خاوند سے الجھتی ہے تو سچی بات ہے کہ کئی مرتبہ تو کانپ اٹھتے ہیں کہ اس عورت نے پھر دین کو کیا سمجھا۔ نبی علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ اگر اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔ اب اس میں یہ تو نہیں کہا کہ نیک خاوند کو سجدہ کریں اور اگر خاوند نیک نہ ہو تو سجدہ نہ کریں۔ نہیں خاوند کو سجدہ کرے۔ لہٰذا خاوند نیک ہو یا بد، عورت کو چاہیے کہ اس کی خادمہ بن کے رہے۔ اللہ نے اس کو خادمہ بنایا، اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنے خاوند کی خدمت کو اپنا اعزاز سمجھے، اپنی عزت سمجھے اور خاوند کو خوش رکھے۔ خاوند کو خوش رکھنا عورت کے لئے بہت آسان ہوتا ہے۔ مخلص عورت کا خاوند اس سے ویسے ہی خوش ہوتا ہے۔ جو عورت خاوند کی بات مان لیتی ہے خاوند اس کی بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ اس لئے خاوند کو خوش رکھنا جنت کے دروازے کو کھولنا ہے اور خاوند کو ناراض کرنا جنت کے دروازے کو بند کرنا ہے۔

ہم نے اپنے علماء سے کتابوں میں یہ بات پڑھی۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی بیوی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ توجہ فرمائیے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر وجہ سے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی شریعت کا حکم ہے کہ بیوی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ اور آج تو کہتی ہیں کہ نہیں اگر یہ بات اس نے

میری نہ مانی تو میں نے اس سے بولنا ہی نہیں۔ اور گھر کے اندر پھر جھگڑا فساد ہوتا ہے۔ ضد تو آپ پوری کر لیں گی مگر اللہ کی رضا تو آپ کو حاصل نہیں نہ ہو گی۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھئے۔

(۱۶) خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دے

سولھواں پوائنٹ یہ ہے کہ خاوند کو پریشانی کے وقت میں تسلی دیا کرے۔ یہ صحابیات کی سنت ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام پہلی وحی کے بعد زملونی زملونی کہتے ہوئے گھر تشریف لائے تھے تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو تسلی دی تھی۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ خشیت علیٰ نفسی مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کلا ہرگز نہیں۔ انک لتصل الرحم۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ وتحمل الکل۔ اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ تکسب المعدوم۔ اور آپ تو جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینے والے ہیں۔ وتکری الضیف۔ مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ جب آپ میں اتنے اچھے اخلاق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ اہلیہ کی ان باتوں سے اللہ کے محبوب کو تسلی مل گئی تھی۔ خاوند کبھی کاروبار سے یا کسی اور بات سے پریشان ہو تو عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر میں آئے تو تسلی کے بول بولے۔ یہ نہ ہو کہ اس کی پریشانی کو اور بڑھانے کے لئے پہلے سے تیار ہو۔

ایک کروڑ پتی شخص کی حوصلہ مند بیوی

ہمارے ایک واقف تھے۔ ان کا مشرقی پاکستان میں کام تھا۔ یہ ملک کی ڈویژن سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے گیس اسٹیشن تھے۔ اتنے امیر آدمی تھے کہ اس دور میں جب کہ ڈالر کا ریٹ تین یا چار روپے ہوتا تھا، ان کا ایک ملازم ان کے دو

لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا اور کچھ مہینے کے بعد آ کر رونے لگا اور منت کرنے لگا کہ میں غلطی کر بیٹھا۔ انہوں نے دو لاکھ بھی معاف کر دیئے اور اس کو نوکری پر بحال بھی کر دیا۔ ایسے امیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب ملک تقسیم ہوا تو وہ اس حالت میں کراچی میں اترے کہ ان کی بیوی کے سر پہ فقط دو پٹہ تھا اور کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ چلا گیا۔ ان کے ایک بھائی کراچی میں تھے۔ ان کے گھر آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس میری تو یہ حالت تھی کہ پتہ نہیں میں پہاڑ کی چوٹی پر سے آ کر کہیں گر پڑا ہوں۔ لیکن میری بیوی سمجھدار تھی، نیکوکار تھی، اس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ میں ڈپریشن میں کئی مرتبہ جانے لگتا، میری بیوی مجھے تسلی دیتی کہ گھبرانے کی کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں بھی رزق دیں گے۔ کبھی کہہ دیتی کہ جو پروردگار وہاں رزق دیتا تھا اسی پروردگار نے یہاں رزق دینا ہے۔ حتیٰ کہ ہم کبھی دستر خوان پر اپنے بھائی کے گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ خود بخود یہ بات شروع کر دیتی کہ جی اتنا بڑا حادثہ ہوا اور میں تو بڑی گھبرا گئی ہوں مگر میرے میاں نے تو اس چیز کو ہاتھوں کی میل بنا کے ہی ختم کر دیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ جب بیوی لوگوں کے سامنے ایسی باتیں کرتی کہ میرے میاں نے تو ان ملین ڈالر کو ہاتھوں کی میل بنا کر اتار دیا ہے تو میں سوچتا کہ بھئی بیوی کو گھبرانا چاہیے تھا، وہ کمزور دل ہوتی ہے، جب وہ ہمت کی باتیں کر رہی ہے تو میں کیوں گھبراؤں۔ چنانچہ میں اپنے آپ کو تسلی دیتا۔ فائدہ کیا ہوا کہ بیوی کی حوصلہ افزا اور تسلی آمیز باتوں سے میں نے چند دنوں کے اندر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر میں نے بیوی کے مشورے سے بھائی سے قرض لے کے ایک ٹرک خریدا اور ٹرک کو چلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق تو پہنچانا ہی تھا۔ ٹھیک پانچ سال کے بعد میں سینکڑوں ٹرکوں کی کمپنی کا مالک بن گیا۔ وہ خود یہ واقعہ سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کا یہ احسان کبھی نہیں

اتار سکتا کہ اس نے اس پریشانی کے وقت میں میرے دل کو کتنی تسلی دی۔ یہ نیک بیویاں اپنے خاوندوں کو پریشانیوں کے وقت میں تسلیاں دیتی ہیں اور جن کو دین کی تعلیم نہیں ہوتی وہ پریشان بندے کی پریشانی میں اور اضافہ کرتی ہیں۔

(۱۷) غلطی کو مان لینے میں عظمت ہے اور خاموشی میں عافیت ہے

غلطی کو مان لینا عظمت ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے کہ خاوند کہہ رہا ہے کہ تمہاری غلطی ہے تو اتنا ہی کہہ دیں کہ ہاں میری غلطی ہے۔ اس سے کیا ہو جائے گا۔ غلطی کو تسلیم کر لینے میں عزت ہوتی ہے۔ یہ ہتک نہیں ہوا کرتی۔ خاوند ہی ہے نا، خاوند کے سامنے ہی آپ کہہ رہی ہیں کہ جی غلطی ہوگئی، تو کیا ہوا۔ یا اگر خاوند نے کوئی بات کر دی تو آپ اس کے جواب میں فوراً بولنے کی عادت نہ ڈالیں۔ ترکی بہ ترکی جواب دینا گھروں کے اجڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یاد رکھنا کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہے۔ یہ بات ذرا دل پر لکھ لیں۔ عورتیں اس بات کو ذرا تسلی سے سنیں کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہوتا ہے۔ کئی مقامات پر خاوند کی بات سن کے چپ رہنا، اس سے خاوند کو اس کا جواب مل جاتا ہے۔ بعض مرتبہ الفاظ کی بجائے خاموشی میں زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔ جب خاموشی اور اعتراف کی بجائے دفاع شروع ہو جائے تو یہ سمجھئے کہ جنگ کا بگل بج گیا۔

ایک میاں بیوی میں اکثر جھگڑا ہوتا تھا اور ہوتا بھی اسی طرح کہ خاوند جب گھر آتا تو وہ آتے ہی کہتا یہ کیوں ہوا اور وہ کیوں ہوا۔ اور بیوی آگے سے جواب دینے لگ جاتی اور اسی وقت سے جھگڑا شروع ہو جاتا۔ چنانچہ بیوی کسی اللہ والے کے پاس گئی کہ جی گھر میں جھگڑا بہت ہوتا ہے، کوئی تعویذ دے دیں۔ انہوں نے پانی دم کر کے دے دیا اور کہا کہ جب تمہارا میاں گھر میں داخل ہو اس پانی کو پانچ

دس منٹ تک منہ میں رکھنا، ان شاء اللہ جھگڑا نہیں ہوگا۔ اب وہ جب بھی آتا بیوی پانی کا گھونٹ بھر کے منہ میں رکھ لیتی اور خاوند کا پانچ دس منٹ میں غصہ اتر جاتا۔ پھر خاوند پیار کے موڈ میں آجاتا اور میاں بیوی کی اچھی زندگی گزرتی۔ چنانچہ دم شدہ پانی نے گھر کے جھگڑوں کو ختم کر دیا۔

(۱۸) اپنے دل کا غم فقط اللہ کا آگے بیان کریں

شکوے شکایتیں لوگوں کے سامنے یا میاں کے سامنے کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے کہنے کی عادت ڈالیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب عبادت کرنے کا موقع ملے تو دعا لمبی کرنے کی عادت ڈالیں۔ دل کا جو غم اور بھڑاس ہے وہ فون پر سہیلیوں کو بتانے کی بجائے یا میاں کو بتانے کی بجائے اپنے رب کے سامنے کھولیں۔ جب آپ اپنے دل کے غم اور دکھ اپنے رب کو بتانا شروع کریں گی تو آپ کا پروردگار آپ کے دل کے غموں کو دور فرمادے گا۔ اس سے آپ کو دعا کی لذت بھی نصیب ہو جائے گی، آپ کے دل کو تسلی بھی مل جائے گی اور پھر آپ کو قضا کے اوپر صبر بھی نصیب ہوگا اور آپ کے دل میں یہ بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جس حال میں رکھے میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

نہ تو ہجر اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے اس حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہیں۔

(۱۹) خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں

خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ الـذیـن

النصیحہ۔ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ خاوند کے ماں باپ، بہنیں جو بھی لوگ ہیں، ان کے ساتھ آپ شرعی اعتبار سے پیار کا تعلق رکھیں۔ تا کہ اس وجہ سے درمیان میں کوئی جھگڑے نہ پیدا ہو سکیں۔ اس کو اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ پھر دیکھنا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی برکتیں آئیں گی۔ خاوند کے قرابت داروں سے اگر آپ جھگڑے چھیڑیں گی تو سمجھ لیں کہ میں خود اپنے خاوند سے جھگڑے چھیڑ رہی ہوں۔ جو کچھ بھی ہو ماں ماں ہوتی ہے، بہن بہن ہوتی ہے، بھائی بھائی ہوتا ہے۔ خاوند آپ کو حق پہ سمجھتے ہوئے وقتی طور پر آپ کی بات مان بھی لے گا پھر بھی وہ اس چیز کو دل سے برا سمجھے گا کہ اس نے میرے قریب والوں کی برائی کیوں کی۔ تو ایک اصول بنالیں کہ خاوند کے قرابت داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ خاوند کے قریبی ہیں۔ جب خاوند ان کو قریب سمجھتا ہے تو آپ بھی ان کو قریب سمجھیں۔ یہ چیز اجر کا باعث بن جائے گی۔ کسی کی خاطر کسی کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے بیٹی کی خاطر داماد کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ جس کو بیٹی دیں اس کو پھر میاں کہنا پڑتا ہے۔ تو داماد کا لحاظ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ کس لئے؟ بیٹی کی وجہ سے۔ اور داماد کا لفظ ایسا ہے کہ اس کو سیدھا پڑھو تو بھی داماد اور اس کو الٹا پڑھو تو بھی داماد۔ یعنی اس کو رائٹ سے پڑھنا شروع کریں تب بھی وہ داماد بنتا ہے۔ اور اگر لیفٹ سے پڑھنا شروع کریں تب بھی یہ لفظ داماد بنتا ہے۔ داماد الٹا ہو یا سیدھا ہو وہ داماد ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک لفظ نادان ہے اس کو بھی سیدھا پڑھیں تو بھی نادان اور الٹا پڑھیں تو بھی نادان۔ تو داماد اور نادان ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان بیٹی کی وجہ سے کتنی غلطیاں اس کی برداشت کر جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ جیسے نبی علیہ السلام نے امت کو

فرمایا لا تعلکم علیه اجرا۔ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ الا المودة فی القربیٰ۔ میں اتنا چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں کے ساتھ تم محبت کرو۔ تو جب نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تو یہی حکم خاوند کے لئے بھی ہے اور بیوی کو بھی چاہیے کہ وہ اس سنت پر عمل کرے اور اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے۔

(۲۰) اگر خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہ کرے

بیسویں چیز شریعت کی پیروی ہے۔ لا طاعة المخلوق فی معصية الخالق۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی پیروی نہیں۔ حتیٰ کہ اگر خاوند بھی کوئی ایسا کام کہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں داخل ہو تو ہرگز بات نہ مانیں۔ مثلاً اگر خاوند کہے کہ پردہ اتار دو تو پردہ ہرگز نہیں اتارنا، ہاں خاوند کو کیسے سمجھانا ہے، اس کے لئے آپ اللہ والوں سے مشورہ کریں، علماء سے رجوع کریں۔ مگر کوئی کام خلاف شریعت نہیں کرنا، چاہے ماں باپ ہوں، چاہے کوئی ہو لا طاعة المخلوق فی معصية الخالق۔

کئی مرتبہ عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جی بس اس نے مجھے دھوکہ دے دیا اور میں نے کہا چلو میں تو یہ نہ کروں وہ نہ کروں۔ نہیں...... خلاف شریعت کام میں کسی کی کوئی پروا نہیں۔ خلاف شریعت کام میں کسی کا دل ٹوٹنے کی کوئی پروا نہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو خود راضی فرما دیں گے۔ ہاں جو کوئی پریشانی ہے کہ ایک طرف خاوند ہے، ایک طرف ساس ہے۔ ایک طرف اللہ کا حکم ہے تو اس سلسلے میں مفتی حضرات سے مشائخ سے رجوع کیجئے۔ وہ آپ کو میانہ روی اور اعتدال کا اچھا راستہ بتا دیں گے۔ جس سے آپ کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملنا

آسان ہو جائے گا۔

اپنے میاں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک کرانے کی کوشش کیجئے۔ اپنے بچوں کو، اپنے میاں کو، اپنے گھروں کے لوگوں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت کے ساتھ جہاں آپ کا دل ٹکتا ہو، جہاں آپ کی طبیعت لگتی ہو، جہاں دل کے اندر محبت ہو عقیدت ہو، اپنے گھر کے مردوں کو کسی نہ کسی شیخ کے ساتھ منسلک رکھئے۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ شیخ کی نسبت سے آپ کا میاں ایک تو نیکی پر رہے گا، گناہوں سے بچے گا اور دوسرا یہ کہ اگر وہ آپ کے حقوق پورے نہیں کر رہا تو کم از کم دنیا میں کوئی تو ایسا ہوگا جو آپ کے میاں کو حقوق پورے کرنے کی نصیحت کر سکے گا۔ ہم نے دیکھا کہ یہ بات کئی مرتبہ اجڑتے گھروں کے آباد ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا دین کے لئے آپ خود بھی ہر وقت کمر بستہ رہیے۔ اپنے بچوں کو اور اپنے میاں کو دین کے ساتھ منسلک رکھیے۔ بالخصوص کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک رکھنے سے آپ شریعت کی حفاظت میں آجائیں گی اور آپ کی زندگی کی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ یہ چند باتیں ہم نے آپ کو اس لئے سمجھائیں کہ یہی ساری شریعت نہیں بلکہ چند موٹی موٹی باتیں ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں آپ اللہ والوں سے سنیں گی۔ ان سب کو اپنا لینا۔ پروردگار آپ کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

☆☆☆☆☆